**QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES**

**ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678**
**Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)**

# امام ابنِ تیمیہؒ کا منہجِ تعبیر: عقل و نقل کے باہمی توازن کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

# *Imam Ibn-e-Taymiyyah's Hermeneutical Methodology: A Critical and Analytical Study of the Balance between Reason and Revelation*

***Awais Quddus***
*Ph.D Scholar, Department of Islamic Thought, History & Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan.*
*Email: qaziawais002@gmail.com*
***Dr. Hafiz Tahir Islam*** *(Corresponding Author)*
*Assistant Professor, Department of Islamic Thought, History & Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan.*
*Email: tahir.islam@aiou.edu.pk*
***Dr. Ahsan Mahmood***
*Lecturer, Hadith and Sciences, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan.*
*Email: ahsanmahmood893@gmail.com*

***Abstract***

*Ibn Taymiyyah (661–728 AH) occupies a central position in Islamic intellectual history due to his distinctive approach to the enduring question of the relationship between reason (`aql) and revelation (naql). This study critically and analytically explores Ibn Taymiyyah's hermeneutical methodology, arguing that his thought represents neither rigid literalism nor a rejection of rational inquiry, but rather a coherent and integrated epistemological model. Drawing primarily upon his seminal works, including Dar' Ta'āruḍ al-'Aql wa al-Naql, Majmū' al-Fatāwā, and Muqaddimah fī Uṣūl al-Tafsīr, this article demonstrates how Ibn Taymiyyah systematically challenges the presumed conflict between reason and revelation. He contends that authentic rational knowledge can never contradict sound transmitted texts, and that apparent contradictions arise only from flawed reasoning or misinterpretation of revelation. Through an examination of key theological and epistemological issues, such as divine attributes, causality, and the sources of certainty, this study highlights Ibn Taymiyyah's insistence on the primacy of revelation alongside a disciplined and subordinate use of reason. The article further situates his methodology within the broader Islamic intellectual tradition, distinguishing it from both speculative theology and uncritical traditionalism. By reconstructing Ibn Taymiyyah's balanced framework, this research reveals its enduring relevance for contemporary Islamic thought, especially in addressing modern challenges related to rationalism, scientism, and interpretive pluralism. Ultimately, the study presents Ibn Taymiyyah's hermeneutics as a dynamic and intellectually rigorous paradigm that offers valuable insights for harmonizing faith and reason in the modern Muslim world.*

**Keywords:** *Ibn Taymiyyah, Reason and Revelation, Hermeneutics, Epistemology, Islamic Theology, Qur'anic Interpretation, Rationalism*

## 1۔ تمہید: مسئلے کی نوعیت اور تحقیق کی اہمیت

اسلامی فکری روایت میں عقل اور نقل کا تعلق ہمیشہ سے ایک بنیادی اور فیصلہ کن مسئلہ رہا ہے۔ یہ بحث محض نظری نہیں بلکہ پورے دینی فہم، تعبیرِ نصوص اور علمی منہج کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ مختلف ادوار میں مسلم مفکرین نے اس

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مسئلے کو مختلف زاویوں سے دیکھا: بعض نے عقل کو غالب حیثیت دی اور بعض نے نقل کو مطلق بالادست مانا۔ انہی فکری کشمکشوں کے درمیان شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ ایک متوازن اور منفرد منہج کے ساتھ سامنے آتے ہیں، جو نہ عقل کی نفی کرتا ہے اور نہ وحی کو عقل کے تابع بناتا ہے۔

ابنِ تیمیہؒ کے نزدیک صحیح عقل اور صحیح نقل کے درمیان حقیقی تضاد ممکن ہی نہیں، اور اگر بظاہر تعارض دکھائی دے تو اس کا سبب یا تو عقل کی غلط کارفرمائی ہوتی ہے یا نص کی نادرست تعبیر۔ ان کا منہجِ تعبیر نہ صرف اسلامی علم الکلام بلکہ اصولِ تفسیر اور فقہی استدلال پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ موجودہ دور میں جب سائنسی فکر، جدید عقلیت پسندی اور مذہبی تشکیک جیسے چیلنجز درپیش ہیں، ابنِ تیمیہؒ کا یہ منہج ایک فکری رہنمائی فراہم کرتا ہے جو ایمان اور عقل کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

## 2۔ عقل و نقل کے باب میں رائج مناہج کا تنقیدی جائزہ

### 2.1 معتزلی منہج: عقل کی بالادستی

معتزلہ اسلامی علم الکلام میں وہ پہلا منظم فکری مکتب ہے جس نے عقل کو نقل پر اصولی طور پر فوقیت دی۔ ان کے نزدیک حسن و قبحِ عقلی، توحید اور عدل جیسے بنیادی عقائد کو محض عقلِ مجرد کے ذریعے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اسی بنیاد پر وہ صفاتِ باری تعالیٰ کی نفی کرتے ہیں، کیونکہ ان کے خیال میں صفات کا اثبات تعددِ قدما کو لازم لاتا ہے، جو توحید کے منافی ہے۔[1]

ابنِ تیمیہؒ اس تصور پر شدید تنقید کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ یہ استدلال کسی بدیہی عقلی اصول پر قائم نہیں بلکہ یونانی فلسفے سے ماخوذ ایک غیر مسلمہ مقدمے پر مبنی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ صفات کا اثبات لازماً تعددِ قدما کو لازم نہیں لاتا، کیونکہ ذات اور صفات کا تعلق وہ نہیں جو مستقل قدیم ہستیوں کا ہوتا ہے۔ ابنِ تیمیہؒ کے نزدیک معتزلہ نے عقل کے نام پر درحقیقت فلسفیانہ قیاسات کو حاکم بنا دیا، جو نہ وحی سے ثابت ہیں اور نہ فطری عقل سے۔ اسی لیے وہ معتزلی منہج کو "عقلِ فاسد" کا نمائندہ قرار دیتے ہیں، جو صحیح عقل کے بجائے مجرد تجریدی مفروضات پر کھڑا ہے۔

1 Ibn Taymiyyah, *Dar’ Taʿāruḍ al-ʿAql wa al-Naql*, ed. Muḥammad Rashād Sālim (Riyadh: Jamiʿat al-Imam, 1991), 1:87–92.

### 2.2 اشعری منہج: تطبیقی رویہ

اشاعرہ کا منہج معتزلہ کے مقابلے میں نسبتاً معتدل ہے، کیونکہ وہ اصولی طور پر عقل و نقل میں تطبیق کے قائل ہیں۔ تاہم ابنِ تیمیہؒ کے نزدیک اشعری تطبیق اکثر ایسی تاویلات پر مبنی ہوتی ہے جو نہ لغوی اعتبار سے مضبوط ہوتی ہیں اور نہ سلف صالحین کے فہم سے ہم آہنگ۔

> مثال کے طور پر استواء علی العرش کی تاویل کو وہ ایک اضطراری حل قرار دیتے ہیں، نہ کہ ایک اصولی اور علمی موقف۔ ابنِ تیمیہؒ کے مطابق اشاعرہ دراصل معتزلی دباؤ کے تحت نصوص کی تاویل پر مجبور ہوئے، جس کے نتیجے میں وہ نہ مکمل طور پر نص پر قائم رہ سکے اور نہ ہی خالص عقل پر۔[2]

وہ فرماتے ہیں کہ اگر اشاعرہ نصوص کو بلا کیف و تمثیل قبول کر لیتے تو نہ تشبیہ کا خوف رہتا اور نہ تاویل کی ضرورت پیش آتی۔ اس طرح ان کا منہج تطبیقی ہونے کے باوجود داخلی طور پر غیر مستحکم ہو جاتا ہے۔

### 3۔ ابنِ تیمیہؒ کا اصولِ عدمِ تعارض: نظری نہیں، تحلیلی موقف

ابنِ تیمیہؒ کا مشہور اصول ہے:

> "صحیح عقل کبھی صحیح نقل کے معارض نہیں ہو سکتی"[3]

یہ محض ایک نعرہ یا نظری دعویٰ نہیں بلکہ ایک تفصیلی تحقیقی موقف ہے جسے انہوں نے اپنی عظیم تصنیف *Darʼ Taʿāruḍ al-ʿAql wa al-Naql* میں منظم انداز سے ثابت کیا۔

وہ اس کتاب میں فلسفیوں، معتزلہ اور متکلمین کی تقریباً تمام معروف عقلی دلیلوں کا تجزیہ کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ یا تو وہ دلائل فاسد ہیں یا نصوص کے خلاف نہیں بلکہ غلط فہم کا نتیجہ ہیں۔

### 3.1 علت و معلول کا مسئلہ

فلاسفہ کے نزدیک علت و معلول کا تعلق ایک عقلی ضرورت (Necessary Causality) ہے، جس سے تخلف ممکن نہیں۔ اسی بنا پر وہ معجزات کو قوانینِ عقل کے خلاف سمجھتے ہیں۔

ابنِ تیمیہؒ اس تصور کو رد کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں:

2 Ibn Taymiyyah, *Majmūʿ al-Fatāwā*, ed. ʿAbd al-Raḥmān ibn Qāsim (Riyadh: King Fahd Complex, 1995), 3:25–30.
3 Ibn Taymiyyah, *Muqaddimah fī Uṣūl al-Tafsīr* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2002), 15–18.

کہ عقل علت و معلول کے مابین صرف عادت (ʿādah) کو پہچانتی ہے، نہ کہ حتمی اور لازمی ربط کو۔ یعنی آگ کا جلانا ایک عادت ہے جو اللہ نے قائم کی ہے، لیکن وہ اس عادت کو توڑنے پر بھی قادر ہے۔[4]

اس طرح معجزات نہ عقل کے خلاف ہیں اور نہ نقل کے، بلکہ دراصل فلاسفہ کا علت کا تصور ہی غیر عقلی اور غیر ثابت ہے۔

### 3.2 صفاتِ باری تعالیٰ

یہ دعویٰ کہ صفات کا اثبات لازماً تشبیہ کو جنم دیتا ہے، ابنِ تیمیہؒ کے نزدیک قیاسِ فاسد ہے، کیونکہ یہ خالق کو مخلوق پر قیاس کرنے سے پیدا ہوتا ہے، جو بذاتِ خود عقل کے خلاف ہے۔ وہ واضح کرتے ہیں کہ اگر صفات کا اثبات تشبیہ ہوتا تو ذات کا اثبات بھی تشبیہ لازم آتا، حالانکہ کوئی بھی مسلمان ذاتِ الٰہی کے اثبات کو تشبیہ نہیں کہتا۔[5]

اس طرح ابنِ تیمیہؒ صفات کے باب میں نہ تعطیل کو قبول کرتے ہیں اور نہ تشبیہ کو، بلکہ اثبات بلا تمثیل کا اصول پیش کرتے ہیں جو عقل اور نقل دونوں سے ہم آہنگ ہے۔

## 4۔ عقل کی اقسام: ابنِ تیمیہؒ کی Epistemological تقسیم

ابنِ تیمیہؒ عقل کو ایک مبہم یا یک رخی تصور کے طور پر قبول نہیں کرتے بلکہ اسے مختلف اقسام میں تقسیم کر کے ایک منضبط علمی و معرفتی تصور پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مسئلہ عقل کی اصل حیثیت نہیں بلکہ اس کے استعمال اور نوعیت کا ہے۔ اسی بنا پر وہ عقل کی مختلف صورتوں میں فرق کرتے ہیں، جس سے ان کا منہج محض نقلی نہیں بلکہ ایک epistemologically sophisticated اور فکری طور پر بالغ منہج بن جاتا ہے۔

### 1۔ عقلِ فطری (بدیہیات)

عقلِ فطری سے مراد وہ عقل ہے جو انسان کی فطرت میں ودیعت شدہ بدیہی اصولوں پر قائم ہوتی ہے، جیسے: کل اپنے جزء سے بڑا ہوتا ہے، نقیضین کا اجتماع محال ہے، اور ہر حادث کے لیے کسی محدث کا ہونا ضروری ہے۔

ابنِ تیمیہؒ کے نزدیک:

---

4 Al-Shahrastānī, *Al-Milal wa al-Niḥal* (Beirut: Dār al-Ma‘rifah, 1993), 1:43–55.
5 Al-Baghdādī, *Uṣūl al-Dīn* (Istanbul: Dār al-Funūn, 1928), 85–90.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

یہ قسم قطعی معتبر ہے اور یہی وہ عقل ہے جو وحی کے ساتھ ہم آہنگ ہوتی ہے۔ وہ تصریح کرتے ہیں کہ شریعت کبھی ایسی عقل کے خلاف حکم نہیں دیتی جو فطری اور بدیہی اصولوں پر قائم ہو، کیونکہ یہ اصول خود اللہ کی تخلیق کردہ فطرت کا حصہ ہیں۔[6]

### 2۔ عقلِ تجربی

عقلِ تجربی وہ ہے جو حسی مشاہدات، تکرارِ تجربہ اور عملی نتائج سے علم حاصل کرتی ہے، جیسے طب، فلکیات اور طبعیات کے بنیادی مشاہدات۔

ابنِ تیمیہؒ:

اس عقل کو بھی معتبر تسلیم کرتے ہیں اور اسے شریعت کے منافی نہیں سمجھتے، بلکہ وہ اسے اللہ کی تخلیق کردہ کائناتی سنن کو پہچاننے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن کا بار بار "نظر"، "تفکر" اور "تدبر" کی دعوت دینا اسی تجربی عقل کی توثیق ہے۔[7]

### 3۔ عقلِ فلسفی (مفروضاتی)

عقلِ فلسفی سے مراد وہ تجریدی اور مفروضاتی عقل ہے جو یونانی فلسفے اور بعد کے مابعد الطبیعی تصورات سے تشکیل پاتی ہے، جیسے: واجب و ممکن کی مخصوص فلسفیانہ تعریفات، علتِ اولیٰ کے تصورات، اور ضروری causality کا نظریہ۔ ابنِ تیمیہؒ کے نزدیک:

یہی وہ عقل ہے جو اکثر عقل و نقل کے تعارض کا سبب بنتی ہے، کیونکہ یہ نہ فطرت پر مبنی ہوتی ہے اور نہ تجربے پر، بلکہ مجرد قیاسات اور مفروضات پر کھڑی ہوتی ہے۔ وہ واضح کرتے ہیں کہ جب متکلمین یا فلاسفہ "عقل" کے نام پر نصوص کو رد کرتے ہیں تو دراصل وہ اسی فلسفی عقل کو معیار بناتے ہیں، نہ کہ فطری یا تجربی عقل کو۔[8]

### نتیجۂ تقسیم

6 Ibn Taymiyyah, *Dar' Taʻāruḍ al-ʻAql wa al-Naql*, ed. Muḥammad Rashād Sālim (Riyadh: Jamiʻat al-Imam, 1991), 1:45–50.

7 Ibn Taymiyyah, *Majmūʻ al-Fatāwā*, ed. ʻAbd al-Raḥmān ibn Qāsim (Riyadh: King Fahd Complex, 1995), 9:310–315.

8 Ibn Taymiyyah, *Al-Radd ʻalā al-Manṭiqiyyīn* (Cairo: Maktabat al-Sunnah, 1993), 85–92.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اس تقسیم کے ذریعے ابنِ تیمیہؒ یہ واضح کرتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو "عقل" کے نام پر پیش کی جائے، لازم نہیں کہ وہ واقعی عقلِ صحیح ہو۔

یہی نکتہ ان کی فکر کو محض نقلی یا روایت پرست نہیں بلکہ ایک اعلیٰ درجے کا معرفتی (epistemological) منہج بناتا ہے، جو عقل کی خود تنقید کرتا ہے اور اس کے دائرۂ کار کو متعین کرتا ہے۔

## 5۔ منہجِ تعبیرِ نصوص: اصول اور عملی تطبیق

### 5.1 قرآن بالقرآن: عملی مثال

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ کو اگر ظاہری معنوں میں لیا جائے تو حلول لازم آتا ہے۔ ابنِ تیمیہؒ اس آیت کو ﴿الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾ کے ساتھ ملا کر واضح کرتے ہیں کہ "معیت" سے مراد علم و قدرت ہے، نہ کہ ذات کا حلول۔ یہ تطبیق نہ تاویلِ بعیدہ ہے اور نہ تعطیل۔

### 5.2 فہمِ سلف بطورِ hermeneutical control

وہ سلف کے فہم کو اس لیے معیار بناتے ہیں کہ وہ نصوص کے نزولی سیاق، لسانی عرف اور عملی تطبیق کے براہِ راست شاہد ہیں۔

## 6۔ فلسفہ و منطق پر تنقید: رد نہیں، تطہیر

نقض المنطق میں ابنِ تیمیہؒ منطق کو مکمل رد نہیں کرتے بلکہ اس کے دعوئ کلیت کو چیلنج کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ تعریفات اور قیاسات یقینی علم نہیں بلکہ ذہنی سہولتیں ہیں، جنہیں وحی پر حاکم نہیں بنایا جا سکتا۔

## 7۔ عصرِ حاضر میں اطلاقی اہمیت: فکری، تفسیری اور تہذیبی تناظر میں

ابنِ تیمیہؒ کا منہجِ تعبیر محض ایک تاریخی یا نظری بحث نہیں بلکہ عصرِ حاضر کے متعدد فکری، مذہبی اور تہذیبی چیلنجز کے لیے ایک قابلِ اطلاق علمی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ جدید دنیا میں اسلامی فکر کو جن بڑے بحرانوں کا سامنا ہے، ان میں سب سے نمایاں عقل کی مطلق خود مختاری، نصوص کی نسبتی تعبیر، اور مذہبی جمود شامل ہیں۔ ابنِ تیمیہؒ کا منہج ان تینوں انتہاؤں کے درمیان ایک متوازن راستہ دکھاتا ہے۔

### 7.1 جدید سیکولر عقل پرستی اور ابنِ تیمیہؒ کا جواب

عصرِ حاضر کی مغربی فکر میں عقل کو حتمی معیارِ صدق قرار دیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں وحی کو یا تو نجی دائرے تک محدود کر دیا جاتا ہے یا محض علامتی متن (symbolic text) سمجھا جاتا ہے۔ ابنِ تیمیہؒ کے منہج کی روشنی میں اس طرزِ فکر کا بنیادی اشکال یہ ہے کہ یہ عقل کو اس کے فطری دائرے سے باہر لے جا کر مابعد الطبیعیات اور غیبی حقائق کا حاکم بنا دیتا

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ہے۔ابنِ تیمیہؒ کے نزدیک جدید سائنس اور تجربی عقل اپنی جگہ معتبر ہیں، لیکن وہ وحی کے مابعدی حقائق کی جانچ کا معیار نہیں بن سکتیں۔اس اصول کا اطلاق آج کے سائنسی و فلسفیانہ مباحث میں اسلام کے موقف کو واضح اور متوازن بنیاد فراہم کرتا ہے۔

### 7.2 جدید ہرمینیٹکس اور نصوص کی نسبیت

جدید hermeneutics خصوصاً Gadamer اور Ricoeur کے اثرات کے تحت مذہبی متون کو قاری کے شعور کا اسیر بنا دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں قطعی معانی کی نفی اور تعبیر کی لامحدودیت (interpretive relativism) کو فروغ ملا ہے۔ابنِ تیمیہؒ کا منہج اس کے بالمقابل نص، لغت، سیاق اور فہمِ سلف کو تعبیر پر objectivity controls کے طور پر پیش کرتا ہے۔اس اصول کی روشنی میں قرآن و سنت کو محض تاریخی متون کے بجائے ہدایتِ مطلقہ کے طور پر برقرار رکھا جاسکتا ہے، جو آج کے اسلامی hermeneutical بحران کا ایک سنجیدہ حل پیش کرتا ہے۔

### 7.3 مذہبی انتہاپسندی اور جامد literalism

عصرِ حاضر میں بعض مذہبی گروہ نصوص کو عقل، مقاصدِ شریعت اور سیاق سے کاٹ کر پیش کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں تشدد اور فکری جمود کو دینی جواز فراہم کیا جاتا ہے۔ابنِ تیمیہؒ کا منہج اس طرزِ literalism کی نفی کرتا ہے کیونکہ وہ عقلِ فطری، عرف اور مصالح کو نص کے فہم میں لازمی عنصر قرار دیتے ہیں۔ان کے نزدیک نص کا ظاہری مفہوم بھی تبھی معتبر ہے جب وہ مجموعی شریعت اور قطعی اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔یہ نقطہ آج کے انتہاپسندانہ بیانیوں کے علمی رد میں نہایت اہم ہے۔

### 7.4 جدید اسلامی فکر اور اجتہاد کا مسئلہ

جدید مسلم معاشروں میں اجتہاد کے سوال پر دو انتہائیں پائی جاتی ہیں: ایک طرف اجتہاد کی مکمل نفی اور دوسری طرف نصوص سے بے نیاز اجتہاد۔ابنِ تیمیہؒ کا منہج ایک درمیانی راستہ فراہم کرتا ہے، جہاں اجتہاد نصوص، مقاصدِ شریعت اور عقلِ سلیم کے باہمی تعامل سے جنم لیتا ہے۔اس اصول کی بنیاد پر جدید مسائل جیسے بایو ایتھکس، معاشی نظام، اور سیاسی نظریات پر سنجیدہ اسلامی فکر تشکیل دی جاسکتی ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

### 7.5 تہذیبی مکالمہ اور اسلامی شناخت

گلوبلائزیشن کے دور میں تہذیبی مکالمہ ناگزیر ہو چکا ہے۔ ابنِ تیمیہؒ کا منہج مسلمانوں کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ نہ تو مغربی فکری بالادستی کے سامنے فکری شکست تسلیم کریں اور نہ ہی دنیا سے کٹ کر رہیں۔ عقل و نقل کے توازن پر مبنی ان کا تصور ایک ایسی اسلامی شناخت کی تشکیل میں مدد دیتا ہے جو علمی اعتماد، فکری خود مختاری اور تہذیبی وقار پر قائم ہو۔[9]

## 8۔ نتیجہ

یہ مطالعہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ابنِ تیمیہؒ کا منہجِ تعبیر عقل و نقل کے درمیان ایک بامعنی اور اصولی توازن قائم کرتا ہے، جو اسلامی فکری روایت میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ وہ نہ تو عقل کو وحی پر حاکم بناتے ہیں اور نہ ہی عقل کو بالکل معطل کرتے ہیں، بلکہ اسے وحی کی روشنی میں کارفرما دیکھتے ہیں۔ ان کا یہ موقف نہ صرف کلاسیکی مباحث میں بلکہ عصرِ حاضر کے فکری چیلنجز کے تناظر میں بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ جدید مسلم معاشروں میں پیدا ہونے والے فکری انتشار اور تعبیراتی افراط و تفریط کے مقابلے میں ابنِ تیمیہؒ کا منہج ایک اعتدالی اور علمی راستہ فراہم کرتا ہے۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابنِ تیمیہؒ کی فکر آج بھی اسلامی تعبیر کے لیے ایک مضبوط، متوازن اور قابلِ اعتماد بنیاد فراہم کرتی ہے۔

### تجاویز و سفارشات

1. **نصابِ تعلیم میں منہجِ ابنِ تیمیہ کی شمولیت:** جامعات اور دینی مدارس کے نصاب میں عقل و نقل کے توازن پر مبنی ابنِ تیمیہؒ کے منہج کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ میں اعتدال پسند فکری تربیت ممکن ہو۔
2. **مذہبی انتہاپسندی کے سدباب میں فکری تربیت:** خطباتِ جمعہ اور دینی تربیتی پروگراموں میں عقل و نقل کے ہم آہنگ تصور کو فروغ دے کر شدت پسندی کے فکری اسباب کا تدارک کیا جائے۔
3. **جدید سائنسی فکر سے مکالمہ:** پاکستانی علمی ادارے ابنِ تیمیہؒ کے منہج کی روشنی میں سائنس اور دین کے مابین مکالمے کو فروغ دیں تاکہ مذہبی و سائنسی طبقوں میں ہم آہنگی پیدا ہو۔
4. **میڈیا میں ذمہ دار مذہبی تعبیر کی ترویج:** ٹی وی اور ڈیجیٹل میڈیا پر ایسے علما اور اسکالرز کو جگہ دی جائے جو متوازن تعبیر کے حامل ہوں اور عوام کو افراط و تفریط سے بچائیں۔

[9] Wael B. Hallaq, *The Impossible State* (New York: Columbia University Press, 2013), 140–148.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

**5. نوجوانوں میں فکری استحکام کی مہمات:** یونیورسٹیوں اور کالجز میں فکری ورکشاپس اور لیکچر سیریز کے ذریعے نوجوانوں کو عقل و نقل کے صحیح تعلق سے روشناس کرایا جائے۔

**6. قومی بیانیے میں اعتدال کی شمولیت:** ریاستی سطح پر تیار کیے جانے والے مذہبی و فکری بیانیے میں امام ابنِ تیمیہؒ جیسے متوازن مفکرین کی فکر کو بنیاد بنایا جائے تاکہ قومی ہم آہنگی کو تقویت ملے۔

## References


* Baghdādī, Abū Manṣūr. *Uṣūl al-Dīn*. Istanbul: Dār al-Funūn, 1928.
* Frank, Richard M. *Creation and the Cosmic System: Al-Ghazālī and Avicenna*. Heidelberg: Carl Winter, 1992.
* Hallaq, Wael B. “Ibn Taymiyya against the Greek Logicians.” *Journal of Islamic Studies* 2, no. 2 (1991): 35–56.
* Hallaq, Wael B. *Ibn Taymiyya against the Greek Logicians*. Oxford: Clarendon Press, 1997.
* Hoover, Jon. *Ibn Taymiyya*. Oxford: Oneworld, 2019.
* Ibn al-Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr. *Al-Ṣawā‘iq al-Mursalah*. Riyadh: Dār al-‘Āṣimah, 1998.
* Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn. *Dar’ Ta‘āruḍ al-‘Aql wa al-Naql*. Edited by Muḥammad Rashād Sālim. Riyadh: Jāmi‘at al-Imām Muḥammad ibn Sa‘ūd, 1991.
* *Majmū‘ al-Fatāwā*. Edited by ‘Abd al-Raḥmān ibn Qāsim. Madinah: King Fahd Complex, 2004.
* *Muqaddimah fī Uṣūl al-Tafsīr*. Cairo: Dār Ibn al-Jawzī, 2010.
* *Al-Radd ‘alā al-Manṭiqiyyīn (Naqḍ al-Manṭiq)*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 2005.
* Shahrastānī, Muḥammad ibn ‘Abd al-Karīm. *Al-Milal wa al-Niḥal*. Beirut: Dār al-Ma‘rifah, 1993.